مسلم ممالک میں اسلامی قانون سازی کی تحریکیں

تنزیل الرحمن

(یہ پر از معلومات مقالہ " مجلس قانون " کراچی کے سالانہ اجلاس منعقدہ اگست سنہ ۱۹۶۴ع میں بہ صدارت عالی جناب جسٹس ایس ' اے ' رحمن صاحب بالقابہ پڑھا گیا تھا ۔

اسی مجلس میں ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب نے اپنا وہ پر مغز اور فکر انگیز مقالہ (" اسلامی قانون کے بنیادی ماخذ کی حیثیت سے قرآن کریم کی ابدیت " پڑھا تھا' جو ہمارے ماہنامے کی گذشتہ اشاعت کی زینت تھا - ڈاکٹر صاحب کے اس فاضلانہ مقالے میں جن اصول سے بحث کی گئی تھی ان کی کچھ اور مثالیں ہمیں زیر نظر مقالے سے مل سکتی ہیں ۔ مدیر)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد تقریباً ڈیڑھ سو سال تک مقدمات کے فیصلے قرآن پاک اور سنت نبوی کی براہ راست روشنی میں کئے جاتے تھے جن معاملات میں قرآن پاک یا سنت نبوی میں کوئی حکم موجود نہ ہوتا تو خلفاء راشدین کے فیصلوں اور صحابہ کرام کے آثار سے امداد لی جاتی تھی اگر ایسا ممکن نہ ہوتا تو اجتہاد کو رو بہ عمل لایا جاتا تھا ۔

لیکن کسی باضابطہ مجموعہ قوانین کے نہ ہونے کے سبب انفرادی اجتہادات اور فتووں سے احکام میں اختلاف اور بے ضابطگی پیدا ہو رہی تھی اس کی جانب سب سے پہلے ابن المقفع (متوفی ۱۴۳ ھجری) نے جو اپنے علم و فضل کے سبب عہد عباسی میں خاص شہرت رکھتا تھا، خلیفۂ وقت ابوجعفر منصور کو ایک مراسلہ بھیجا ۔ جس میں ایک ایسے مجموعہ قوانین کی تدوین کی ضرورت پر زور دیا جو ساری سلطنت میں نافذ کیا جاسکے لیکن بعض مصالح کی بناء پر ابن المقفع کی یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی ۔

دوسری ہجری کے ربع ثانی میں امام ابوحنیفہ اور ان کی جماعت نے تدوین

فقہ کے جس عظیم الشان کام کی بنیاد ڈالی تھی اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ علم فقہ نے حیرت انگیز ترقی کی اور فقہ کی کتابیں لکھی جانے لگیں - لیکن اس کا ایک اثر یہ ہوا کہ قاضی قرآن و سنت سے براہ راست احکام مستنبط کرنے کے بجائے کتب فقہ کی طرف رجوع کرنے لگے - فقہ کے احکام منتشر تھے اس پر طرہ یہ کہ مختصر متنوں کی شرحیں اور شرحوں کی شرحیں، حاشیے اور ضمیمے، اور تنقیدی مضامین کا ایک ایسا طولانی سلسلہ قائم ہوگیا کہ ایک قاضی کے لئے یہ امر نہایت دقت طلب بن گیا کہ وہ کتب فقہ کے انبار میں اصل مسئلہ کی تلاش و جستجو کرکے صحیح حکم معلوم کرلے- ایک مسئلہ میں ائمہ اور فقہاء کے متعدد اقوال میں سے راجح قول معلوم کرنا اور بھی مشکل تھا اور یہ امر کہ کون سا قول مفتی بہ ہے اور کس مسئلہ میں اجماع ہے ' معلوم کرنا ہر ایک قاضی کے بس کی بات نہ تھی -

مسلم ہندوستان

گیارھویں صدی ہجری میں اورنگ زیب عالمگیر نے اپنی تخت نشینی کے چار سال بعد ایک شاہی فرمان کے ذریعہ فقہ اسلامی کو مدون کرنے کا حکم جاری کیا - چنانچہ ملک کے اطراف و اکناف سے علماء اور فضلاء کا انتخاب کرکے ایک بورڈ بنایا گیا جس کے صدر شیخ نظام‌الدین برہان پوری تھے - علماء کی اس جماعت نے آٹھ سال کی مدت میں کافی جستجو اور محنت و کاوش کے بعد موضوعات اور مباحث کے لحاظ سے حنفی مذہب کے مطابق عبادات' مناکحت' معاملات اور عقوبات سے متعلق چھ جلدوں پر مشتمل فقہی مسائل کا ایک جامع مجموعہ تیار کردیا جو ''فتاوی عالمگیری'' کے نام سے مشہور ہے- اورنگ زیب عالمگیر کا یہ اقدام تدوین فقہ' اسلام کی پہلی باضابطہ کوشش تھی-

ترکی

تدوین فقہ اسلام کی دوسری باضابطہ کوشش اٹھارویں صدی عیسوی میں کی گئی جب کہ سلطان ترکی نے ایک حکم کے ذریعہ ۱۸۶۷ع میں دیوانی‌قانون مرتب کرنے کے لئے سعادت پاشا کی سرکردگی میں ایک کمیٹی تشکیل کی اس کمیٹی نے ۱۸۷۶ع کو ترکی کے لئے '' مجلۃ الاحکام العدلیہ '' کے نام

سے اسلامی دیوانی قانون مرتب کیا جو عام طور پر "مجلہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس "مجلہ" کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں فقہ کی تعریف، اس کی اقسام اور فقہی قواعد کا ذکر ہے۔ ان قواعد کی تعداد ایک سو ہے۔ مقدمے کے بعد حسب ذیل سولہ باب ہیں:-

۱- بیع	۲- اجارہ	۳- کفالت	۴- تحویل	۵- رہن
۶- امانت	۷- ہبہ	۸- غصب	۹- شفع	۱۰- شراکت
۱۱- کارندگی	۱۲- تصفیہ و ابراء	۱۳- اقرار	۱۴- دعوی	
۱۵- شہادت و تحلیف	۱۶- قضاء۔			

۱۸۵۱ دفعات پر مشتمل یہ قوانین جدید طرز پر دفعہ وار ترتیب دیے گئے ہیں اور ان کو بحیثیت قانون ملک میں نافذ کردیا گیا۔ لیکن افسوس، کمال اتاترک کے لائے ہوئے انقلاب کے بعد ۱۹۲۶ع میں ترکی حکومت نے سوئٹزرلینڈ کے قوانین اپنانے کا فیصلہ کیا اور ان نئے قوانین نے "مجلہ" کی جگہ لے لی۔ البتہ "مجلہ" آج کل ترمیم شدہ صورت میں فلسطین، عراق، شام اور شرق اردن میں بحیثیت دستور العمل نافذ ہے۔

دیوانی قانون کے علاوہ حکومت ترکی نے ۱۹۱۷ع میں قانون نکاح و طلاق وضع کیا جو "حقوق العائلہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ یہ قانون حنفی مذہب کے مطابق تھا لیکن نکاح بالجبر، طلاق بالجبر اور طلاق بحالت نشہ کے مسائل میں مالکی مذہب کا اتباع کیا گیا۔

مصر

وسیع پیمانے پر اسلامی قانون سازی کی جدید تحریکوں میں مصر کو اولیت کا شرف حاصل ہے۔ مصر میں شخصی قانون کی تدوین کا کام سب سے پہلے ۱۹۱۵ع میں شروع ہوا جس کے لئے چاروں مذاہب کے علماء پر مشتمل ایک بورڈ بنایا گیا۔ اس بورڈ نے چھ سال کی محنت سے ایک مسودہ قانون مرتب کیا لیکن جب وہ مسودہ قانون شائع کیا گیا تو ہر طرف سے اعتراضات کئے گئے اور حکومت نے اسے بحیثیت قانون نافذ کرنے کا خیال ترک کردیا۔

۱۹۲۰ء میں حکومت مصر نے پھر ایک کمیشن مقرر کیا جس میں شیخ الازہر، رئیس المحکمۃ العالیہ شرعیہ اور مفتی مصر وغیرہ شامل تھے۔ اس کمیشن نے اسی سال عائلی قانون سے متعلق چھ امور کے بارے میں بطور اصلاح اپنی سفارشات پیش کردیں جن کو بحیثیت قانون نافذ کردیا گیا۔ اس قانون سے قبل مصر میں ضابطہ تنظیم عدالت ہائے شرعیہ مجریہ ۱۹۱۰ء کی دفعہ ۲۸۰ کے تحت شخصی معاملات میں امام ابو حنیفہ کے "مفتی بہ" اقوال پر عمل درآمد ہوتا تھا۔ لیکن ۱۹۲۰ء کے اس قانون کے ذریعہ اس دفعہ میں ترمیم کردی گئی اور نان نفقہ، عدت، اور مفقود الخبری کے مسائل میں امام مالک و امام شافعی کے مذہب کے مطابق عمل درآمد کیا جانے لگا۔ اس قانون کے تحت اہم تبدیلیاں حسب ذیل ہیں:

۱- حنفی فقہ کی رو سے عورت شوہر سے زمانۂ گذشتہ کے نفقہ کا مطالبہ نہ کرسکتی تھی الا یہ کہ وہ مطالبہ عدالت کی کسی ڈگری کی بنا پر ہو یا باہم ایسی کوئی قرارداد موجود ہو۔ قانون ہذا کے ذریعہ شافعی فقہ کی پیروی میں زوجہ کے نفقہ کو ایک فرض قرار دیا گیا اور جس وقت سے شوہر انکاری ہو قابل ادا قرار دیا گیا۔

۲- اسی طرح اگر مرد عورت کو نفقہ دینے سے عاجز ہو تو عورت کو طلب تفریق کا اختیار دیا گیا نیز عورت کو شوہر کے مستقل مرض کے سبب جس سے چھٹکارا ممکن نہ ہو یا جس کے اچھے ہونے میں ایک طویل عرصہ درکار ہو مالکی مذہب کے اتباع میں طلب طلاق کا اختیار دیا گیا۔

۳- اسی طرح چار سال تک شوہر کے مفقود الخبر رہنے کی صورت میں طلب طلاق کا حق دیا گیا۔

اس کے بعد ۱۹۲۹ء میں حکومت مصر نے ایک قانون منظور کیا۔ جس میں طلاق بحالت نشہ اور طلاق جبریہ کو باطل اور طلاق بالکنایہ کو غیر نافذ قرار دیا گیا الا یہ کہ طلاق دینے کی نیت ہو۔ نیز سوائے طلاق قبل دخول اور طلاق علی المال یعنی خلع اور تین طلاق کے، جن کی تکمیل تین طہروں میں کی گئی ہو ہر طلاق کو طلاق رجعی قرار دیا گیا نیز شوہر کے ایک سال سے

زائد مفقودالخبر ہونے یا تین سال سے زائد قید کی صورت میں زوجہ کو طلب طلاق کا حق دیا گیا۔ نسب اولاد، نفقہ، عدت، مہر، حضانت (Custody of Children) وغیرہ کے بارے میں بھی احکام جاری کئے گئے۔

۱۹۴۳ع میں قانون میراث، ۱۹۴۶ع میں قوانین وقف اور وصیت نافذ کئے گئے جس کے بعض احکام حنفی مذہب سے مختلف ہیں اور آج صورت یہ ہے کہ مصر میں عائلی قانون '' احکام الشرعیہ فی الاحوال الشخصیہ '' کے نام سے دفعہ وار مدون شکل میں موجود ہیں۔ جس کی متعدد شرحیں لکھی جاچکی ہیں۔ ان میں اسکندریہ یونیورسٹی کے پروفیسر عمر عبداللہ کی شرح جو '' دارالمعارف '' سے شائع ہوئی ہے ایک اچھی شرح ہے۔

دیوانی قوانین کی تدوین کے لئے بھی ۱۹۳۶ع اور ۱۹۳۸ع میں کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی آخری کمیٹی ڈاکٹر عبدالرزاق سنہوری کی زیر قیادت تھی اس کمیٹی نے دو سال میں اپنا کام مکمل کرکے حکومت کو رپورٹ پیش کردی چنانچہ اس وقت جو دیوانی قوانین نافذ ہیں ان میں اکثر قوانین شریعت اسلامیہ سے لئے گئے ہیں۔

شام

شام میں '' قانون المدنی '' کے نام سے ۱۸ مارچ ۱۹۳۱ سے '' مجلہ الاحکام العالیہ '' نافذ العمل ہے۔ البتہ عائلی قانون میں ۱۳۳۶ ہجری میں بربنائے ضرورت چاروں مذاہب سے احکام اخذ کئے گئے اور بغرض اصلاح انہیں قانون کی شکل دی گئی۔ ان احکام میں تنگی، نفقہ، اور شوہر کے مرض کہنہ مثلاً جنون، جذام اور سل وغیرہ کے لاحق ہوجانے پر فسخ نکاح کا اختیار دیا گیا۔ نیز شوہر کے عام حالات میں چار سال تک اور زمانہ جنگ میں ایک سال تک مفقود الخبر رہنے کی صورت میں فسخ نکاح کا اختیار دیا گیا۔

اس کے بعد شام کی وزارت عدل نے ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۵ع کو پروفیسر طنطاوی کو مسلمانوں کے شخصی قانون کی تدوین (Codification) کے کام پر مامور کیا۔ پروفیسر موصوف نے ۱۹۴۸ع میں ایک مسودہ قانون حکومت کو پیش

کردیا - جسے حکومت نے ۲۳ جولائی ۱۹۴۹ع کو ۵ افراد پر مشتمل ایک کمیشن کے حوالے کردیا جس کے ایک رکن پروفیسر موصوف بھی تھے - اس کمیشن نے پروفیسر مذکور کے تدوین کردہ قانون پر نظر ثانی کی - اس کے بعد ۲۶ دسمبر ۱۹۵۱ کو ایک دوسرے کمیشن کا تقرر عمل میں آیا جس کو یہ کام تفویض کیا گیا کہ مذکورہ قانون پر توضیحی نوٹ لکھے - اس کمیشن نے اپنا کام مکمل کرکے وزارت عدل کو پیش کردیا - اس کارروائی کے بعد حکومت نے اس کو قانونی شکل دینے سے قبل شایع کردیا - چونکہ اس میں بعض امور میں حنفی مذہب کے خلاف قانون سازی کی گئی تھی اس لئے اس کی مخالفت کی گئی بالآخر بعض دفعات پر نظرثانی کے بعد ۱۷ ستمبر ۱۹۵۳ع کو " قانون الاحوال الشخصیہ " کے نام سے شخصی قانون نافذ کردیا گیا - اس قانون کی متعدد شرحیں لکھی گئیں جن میں دمشق یونیورسٹی کے مصطفی السباعی کی شرح کافی مشہور ہے جو سوریہ یونیورسٹی نے شائع کی ہے -

اس قانون کے ذریعہ اہلیت نکاح کی عمر کا تعین کردیا گیا جو لڑکی کے لئے ۱۷ سال اور لڑکے کے لئے ۱۸ سال ہے لیکن اگر لڑکی ۱۳ سال کی ہو اور لڑکا ۱۵ سال کا ہو اور دونوں نکاح کرنا چاہیں اور ان کے ولی معترض نہ ہوں تو قاضی انہیں نکاح کرنے کی اجازت دے سکتا ہے - بشرطیکہ جسمانی طور سے اس کے متحمل ہوسکتے ہوں - نکاح کے لئے قاضی سے اجازت لینا ضروری قرار دیا گیا - اجازت کی درخواست کے ساتھ صداقت نامہ طبی (عمر اور صحت کے بارے میں) دینا لازمی قرار دیا گیا ہے -

اسی طرح نکاح ثانی کے لئے بھی اجازت ضروری قرار دی گئی البتہ یہ اجازت مرد کی مالی استطاعت پر موقوف کردی گئی ہے -

طلاق بحالت نشہ، طلاق بالکنایہ، طلاق رجعی وغیرہ کے احکام میں مصری قانون کے مانند تدوین کی گئی چنانچہ امام مالک اور امام شافعی کے مذہب کے مطابق ایک وقت میں تین یا اس سے زیادہ مرتبہ طلاق دینے کی صورت میں ایک ہی تسلیم کی گئی جیسا کہ رسول اللہ کے زمانے میں عمل تھا - چنانچہ طلاق بالمال یعنی خلع اور طلاق متمم بالثلاث کے علاوہ باقی تمام طلاقوں کو طلاق

رجعی کے حکم میں داخل کیا گیا اسی طرح مرد کے عدم قدرت نفقہ کی صورت میں امام شافعی و امام حنبل کے مذاہب کے مطابق عورت کو طلب تفریق کا حق دیا گیا ۔

نسب اولاد کے ضمن میں امام ابو حنیفہ کے اس نقطہ نظر سے اختلاف کرتے ہوئے کہ حمل کی مدت دو سال تک ہوسکتی ہے مالکیہ مذہب کے اتباع میں مدت حمل کو ایک سال شمسی بطور حد کے مقرر کیا گیا ۔

وصیت کے احکام میں بھی کئی تبدیلیاں کی گئیں چنانچہ مالکی مذہب کے مطابق شخصی معدوم کے لئے وصیت کو جائز قرار دیا گیا ۔ اسی طرح مالکی مذہب کے مطابق اگر کسی شخص کے حق میں وصیت کی گئی ہو اور وہ شخص وصیت کرنے والے کا قاتل ہو تو اس صورت میں وصیت کے تحت اس شخص کو کچھ حصہ نہ ملے گا ۔ وصیت کے باب میں اہم تر امر یہ ہے کہ ابن حزم اور امام احمد بن حنبل کے مذہب کے مطابق اولاد محروم کے لئے یعنی ایسی اولاد جس کا باپ اس کے دادا کی حیات میں فوت ہوجائے وصیت کرنا واجب قرار دیا گیا ۔ جس کی مقدار اتنی ہونی چاہئے جتنی کہ اس کے باپ کو ملتی اگر وہ دادا کی موت کے وقت بقید حیات ہوتا ۔

وراثت کے سلسلے میں بھی شامی قانون میں متعدد تبدیلیاں کی گئیں ۔ چنانچہ مالکی مذہب کے مطابق قاتل مقتول کے ترکے میں وارث نہیں ہوسکتا ۔ اسی طرح حضرت زید و ابن مسعود کی متابعت میں بھائی دادا کے ساتھ متوفی کے ورثے میں حقدار قرار دیا گیا ۔ اسی طرح وراثت حمل صرف اس صورت میں معتبر قرار دی گئی جب مدت حمل ایک سال ہو ۔

تیونس

تیونس میں شخصی قانون سازی کی ابتدا ۱۳ اگست ۱۹۵۶ع کو ایک فرمان کے ذریعہ ہوئی جس کا نفاذ یکم جنوری ۱۹۵۷ع سے ہوا ۔ تیونس کے عائلی قانون کے تحت مرد اور عورت کی عمر نکاح کا تعین کردیا گیا ہے جو بالترتیب ۱۸ اور ۱۵ سال ہے ۔ البتہ جج کو اس امر کا اختیار دیا گیا ہے کہ

اس عمر سے پہلے بھی شادی کی اجازت دی سکتا ہے - بشرطیکہ طرفین یا ان میں سے کوئی ایک (جیسی بھی صورت ہو) اپنے بلوغ کا ثبوت پیش کریں - تعدد ازدواج کو قطعاً ممنوع قرار دے دیا گیا - بصورت خلاف ورزی ایک سال قید یا ۲ لاکھ چالیس هزار فرانک (تقریباً سات هزار پانچ سو روپے پاکستانی) جرمانه یا دونوں سزائیں دی جاسکتی هیں - تیونس کے قانون کی رو سے شوهر کو حق طلاق استعمال کرنے کے لئے عدالت سے رجوع کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے - چنانچه عدالت کےعلاوہ کوئی طلاق جائز نهیں هو سکتی- شوهر کے مفقود الخبر هونے کی صورت میں به زمانه جنگ دو سال بعد عورت کو طلاق کا حق دیا گیا ہے لیکن عام حالات میں مدت کا انحصار جج کی رائے پر منحصر ہے -

تیونس کے عائلی قانون میں مالکی اور حنفی فقه کا امتزاج پایا جاتا ہے -

لبنان

لبنان میں بھی دولت عثمانیه کا مرتب کرده "مجلة الاحکام العدلیه" نافذ تھا - لیکن فرانس کے زیر اثر هونے کی بناء پر آهسته آهسته اس کی جگه دوسرے قوانین نے لے لی - اور بالآخر ۱۱ اکتوبر ' ۱۹۳۴ع سے ایک نئے دیوانی قانون پر عمل در آمد شروع هوا جس کا مسوده پروفیسر لوئی ائس نے تیار کیا تھا - اس قانون کے ذریعه مجله کے تمام احکام اور وه احکام شرعیه جو اس قانون کے خلاف یا نا موافق تھے منسوخ کردئیے گئے- جس کے نتیجه میں بجز چھه دفعات کے مجله کے تمام احکام منسوخ هوگئے- لیکن مسلمانوں کے احتجاج پر حکومت لبنان نے بذریعه آرڈیننس مورخه ۴ نومبر ' ۱۹۴۲ع سنی اور شیعه مذهبی عدالتوں کی تنظیم کی جن کو شخصی معاملات مثلاً نکاح ' طلاق ' مهر وغیره کی سماعت کا اختیار دیا گیا نیز شخصی معاملات میں اپیلیں سننے کا حق عدالت عالیه سے لے کر شرعی عدالت اپیل (مرافعه) کو دے دیا گیا جو نئی قایم کی گئی تھی -

لبنان کا شرعی قانون حنفی اور جعفری فقه پر مبنی ہے -

عراق

عراق کی وزارت انصاف نے ۱۹۴۵ع میں "لائحة الاحوال الشخصیه" کے

نام سے ایک قانون منظور کیا لیکن اس میں شخصی قانون سے متعلق تمام احکام جمع نہیں ہیں ان احکام کا بڑا حصہ شیعہ مذہب پر مبنی ہے اور سنیوں کے لئے جو قانون وضع کیا گیا ہے وہ قدری پاشا کے وضع کردہ قانون کا خلاصہ ہے جس کی بنیاد امام ابو حنیفہ کے مذہب پر رکھی گئی ہے -

ایران

انقلاب مشروطیت کے بعد مظفر الدین شاہ قاچار نے ایران میں آئینی حکومت کا اعلان کیا اور ۱۳۲۴ ہجری مطابق ۱۹۰۶ء عیسوی میں ایک فرمان کے ذریعہ آئینی حکومت قائم ہوگئی - اس حکومت کی مجلس شوری نے ۱۳۲۶ ھ مطابق ۱۹۰۸ عیسوی کو اپنا قانون اساسی منظور کیا - مجلس ملی ایران نے رضا شاہ پہلوی کے بر سر اقتدار آنے کے بعد ۱۹۲۸ میں ملک کے نئے زمانے کے تقاضوں کے پیش نظر قانون سازی کا آغاز کیا اور قضائی ، دیوانی ، فوجداری ، (جزائی) اور فرہنگی و قتصادی قوانین وضع کئے- ایرانی قوانین کا مکمل سیٹ محترم جناب جسٹس ایس اے رحمان کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے لیکن مجھے کمی وقت کی بناء پر اسے تفصیلی دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان قوانین میں شریعت اسلامیہ کا کس حد تک اتباع کیا گیا ہے -

سنگاپور

سنگاپور کیلنتن وغیرہ میں بھی اس جانب قدم بڑھایا گیا - چنانچہ سنگاپور میں ۳۰ اگست ۱۹۵۷ء کو مسلم آرڈیننس نافذ کیا گیا جس کے تحت شرعی عدالتیں قایم کی گئیں جنھیں طلاق رجسٹر کرنے کا اختیار دیا گیا- مسلم میریجیز اینڈ ڈائی وورس رولز مجموعہ ۱۹۵۹ء کے تحت یہ صراحت کردی گئی کہ رضامندی کی صورت میں ہر دو فریق مقررہ فارم پر طلاق کی حلفیہ درخواست پیش کریں گے اور طلاق کے رجسٹر پر دستخط کریں گے اگر طلاق کے سلسلے میں نزاع ہو یعنی عورت تفریق کی طالب ہو تو اس کے تصفیہ کا اختیار شرعی عدالتوں کو دیا گیا - شرعي عدالتوں میں وکلاء کو پیروی کا اختیار دیا گیا

ان کے فیصلوں کی اپیلوں کی سماعت کے لئے ایک اپیل بورڈ قایم کیا گیا جس کے ارکان کا مسلمان ہونا ضروری ہے - (۱)

بر صغیر ہند و پاکستان

انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کرلینے کے بعد جب عدالتی نظام بحال کیا تو انھوں نے بذریعہ قانون یہ اعلان کردیا کہ وہاں کے باشندوں کو اپنے شخصی معاملات یعنی شادی ، طلاق ، وراثت ، وصیت وغیرہ میں اپنے مذہبی قانون کے مطابق عمل کرنے میں پوری آزادی حاصل ہوگی - چنانچہ عدالتوں کے ذریعہ بڑی حد تک شخصی معاملات میں اسلامی قانون رائج اور نافذ رہا البتہ زمانہ کی بدلتی ہوئی ضرورتوں کے پیش نظر ۱۹۲۹ع میں قانون امتناع ازدواج اطفال کے ذریعہ نابالغوں کی شادیوں پر پابندی عائد کردی گئی نیز ۱۹۳۹ع میں قانون انفساخ ازدواج مسلمانان منظور کیا گیا - جس کے تحت مسلمان عورتوں کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے کہ شرع کے مطابق کسی بھی سبب کی بناء پر انھیں طلب تفریق کا حق حاصل ہوگا چند وجوہ و اسباب کو مدون کردیا گیا جو بلا لحاظ اس امر کے کہ وہ عورت یا مرد کس فرقے یا مسلک سے تعلق رکھتا ہے تمام مسلمانوں پر نافذ العمل قرار دیا - اس قانون کے تحت اہم ترین امر امام مالک کے مذہب کی مطابقت میں عورت کا فسخ نکاح کا وہ حق تھا جو اس کے شوہر کے چار سال تک مفقودالخبر رہنے کی صورت میں اس کو دیا گیا تھا -

قیام پاکستان کے بعد ۴ اگست ۱۹۵۵ع کو حکومت پاکستان نے سات افراد پر مشتمل عائلی قوانین کے سلسلے میں ایک کمیشن مقرر کیا - جس کے صدر ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین تھے- ڈاکٹر مذکور کی ناگہانی وفات کے بعد پاکستان کے چیف جسٹس عبدالرشید صاحب ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۵ع کو اس کمیشن کے صدر نافذ کئے گئے- اس کمیشن نے اپنی رپورٹ جون ۱۹۵۶ع میں حکومت کو پیش کردی - جو ۳۰ جون ۱۹۵۶ع کے گزٹ میں شائع کی گئی - علماء

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''عدالت شرعیہ سنگاپور اوراس کی بدولت طلاقوں کی روک تھام ،، از مسز سراج - '' فکر و نظر'' جلد اول' شمارہ ٦ :

کی سخت تنقید کے پیش نظر اس رپورٹ کو ایک عرصے تک قانون کی شکل نہ دی جاسکی - ۲۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ایک خاموش فوجی انقلاب کے ذریعہ دستوری حکومت ختم ہوگئی اور ملک میں مارشل لا نافذ کردیا گیا - ۱۵ جولائی ۱۹۶۱ء کو انجمن خواتین پاکستان کے پیہم اصرار پر صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اس کمیشن کی سفارشات کی روشنی مین ملک مین عائلی قوانین آرڈیننس نافذ کردیا - اس آرڈیننس میں نکاح کا رجسٹریشن لازمی قرار دیا گیا - دوسری شادی پر حکومت کے مقررہ کردہ ادارے کی اجازت اور پہلی بیوی کی رضامندی لازمی قرار دی گئی - طلاق کو بھی طلاق رجعی کے حکم میں داخل کردیا گیا اور اس کے نفاذ کے لئے یونین کونسل کے چیرمین کو طلاق کی اطلاع دینے کے بعد سے تین ماہ کی مدت مقرر کردی گئی -

وراثت کے باب میں یتیم پوتے کی وراثت کے حق کو جو پہلے محروم الارث قرار پاتا تھا دادا کے ترکے میں اپنے باپ کے حصہ کے بقدر وارث قرار دیا گیا- مہر کے باب میں بھی یہ تصریح کردی گئی کہ اگر نکاح نامے یا معاہدہ شادی میں حق مہر کی ادائیگی کے طریقہ کار کے متعلق کوئی تفصیل موجود نہ ہو تو کل مہر، مہر معجل قرار پائے گا - اسلامی قانون سازی کی مزید کوششیں اسلامی نظریہ کی مشاورتی کونسل اور مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی کے تحت زیر تحقیق ہیں اور مسلمان پاکستانی شوہروں کی عیسائی بیویوں کے طلاق کے احکام اور پاکستان میں شرعی عدالتوں کے قیام کی تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں - امید ہے کہ مستقبل قریب میں پاکستان میں اسلامی قانون سازی کی تحریک آگے بڑھے گی اور فقہ اسلام کے منتشر احکام کو نقد و جرح کے بعد مدون کیا جاسکے گا -

اسلامی قانون سازی کے اصول

اسلامی قانون سازی کی ان تحریکوں کا اگر دقت نظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ نتیجہ بر آمد ہوگا کہ ان کا اصل محرک فکری انقلاب ہے - جس نے بالاخر حکومتوں کو مجبور کردیا کہ وہ معاشرتی ضروریات کے پیش نظر قانون میں مناسب گنجائش پیدا کریں اس کو دوسرے الفاظ میں مصلحت عامہ کا تقاضا

کہا جاسکتا ہے - چنانچہ بالخصوص عائلی زندگی میں سہولتیں پیدا کرلے کی غرض سے بلا تخصیص ہر مسلم ملک اس نظریہ پر عمل پیرا ہوا کہ فقہی احکام میں ائمہ اربعہ میں سے جس امام کے مذہب میں اور جس مسئلہ میں عامۃالمسلمین کے لئے سہولت و آسانی موجود ہو، اس کو اختیار کر کے قانون کی حیثیت سے نافذ کردیا جائے - اور ایسے احکام میں جن کے متعلق قرآن و سنت میں صریح احکام اوامر یا نواھی موجود نہ ہوں اجتہاد سے کام لیا جائے - چنانچہ جدید اسلامی قانون سازی میں متعدد احکام ایسے ہیں جو قدیم فقہ میں مستحب درجہ رکھتے ہیں ان کو جدید قانون سازی میں واجب قرار دے کر عدم تعمیل کی صورت میں سزا مقرر کردی گئی ہے - اور اس کی بنیاد اس اصول پر رکھی گئی ہے کہ مصلحت عامہ کے پیش نظر (جو قرآن و سنت کے مغائر نہ ہوں) اولی‌الامر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی مستحب فعل کو واجب قرار دے سکتا ہے - یہ مسئلہ کہ یہ اصول کس حد تک اسلامی قانون سازی میں رہ نما اصول قرار پا سکتے ہیں ایک علیحدہ بحث کا طالب ہے اور انشاءاللہ آیندہ صحبت میں گفتگو ہوگی -